ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز
Rs.2/-

بمبئی واطراف کے مسلمانوں کی دینی ومذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد ۲۷ ☆ شمارہ ۷ ☆ ۸/اگست تا ۱۴/اگست ۲۰۲۲ء بمطابق ۹/محرم الحرام تا ۱۵/محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

کلام اللہ جل جلالہ

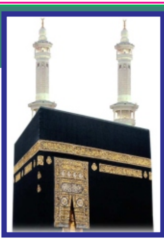

بیشک وہ جو تم میں سے پھر گئے جس دن دونوں فوجیں ملی تھیں انہیں شیطان ہی نے لغزش دی ان کے بعض اعمال کے باعث اور بیشک اللہ نے انہیں معاف فرمادیا، بیشک اللہ بخشنے والا حلم والا ہے، (آل عمران - ۱۵۵)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے نماز پڑھی اور مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہ پڑھا اس کی نماز قبول نہ ہوگی حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر میں نماز پڑھوں اور اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھوں تو میں نہیں سمجھتا کہ میری نماز کامل ہوگی

سید الشہداء امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی عظیم شہادت

از: حافظ ہاشم

واقعہ کربلا کو آج تقریباً ۱۳۷۴/سال گذر چکے ہیں مگر یہ ایک ایسا المناک اور دل فگار (غمزدہ) سانحہ ہے کہ پورے ملت اسلامیہ کے دل سے محو (زائل) نہ ہوسکا۔ یہ واقعہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے وابستہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے، حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ اور بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے لخت جگر تھے۔ اسلامی تاریخ میں دورِ خلافت کے بعد یہ واقعہ اسلام کی دینی، سیاسی اور اجتماعی تاریخ پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے اس عظیم واقعہ پر بلاشک وشبہہ اور بلا مبالغہ دنیا کے کسی بھی دیگر حادثہ پر نسلِ انسان کے اس قدر آنسو نہ بہے ہونگے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک سے جس قدر خون دشتِ کربلا میں بہا تھا اس کے بدلے پوری ملتِ اسلامیہ ایک ایک قطرہ کے عوض اشک ہائے رنج وغم کا ایک سیلاب بہا چکی ہے اور لگاتار بہا رہی ہے اور بہاتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ نے واقعہ کربلا کو ہمیشہ کے لئے زندہ وجاویدہ بنادیا تاکہ انسان اور خصوصاً ایمان والے اس سے عبرت حاصل کرتے رہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت مبارکہ ۵/شعبان ۴ھ کو مدینہ طیبہ میں ہوئی۔ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کان میں آذان دی، منھ میں لعابِ دہن ڈالا اور آپ کے لئے دعاء فرمائی پھر ساتویں دن آپ کا نام حسین رکھا اور عقیقہ کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب "سبط رسول" تھا اور ریحانۂ رسول ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبیر وشبر رکھا اور میں نے اپنے بیٹوں کا انہیں کے نام پر حسن اور حسین رکھا۔ (صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۸) اس لئے حسنین کریمین کو شبیر اور شبر کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ سریانی زبان میں شبیر وشبر اور عربی زبان میں حسن وحسین دونوں کے معنیٰ ایک ہی ہیں۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ اِسْمَانِ مَنْ اَھْلِ الْجَنَّۃ۔ ترجمہ حسن اور حسین جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں۔ (صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۸۶) ابن الاعرابی حضرت مفضل سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نام مخفی (پوشیدہ) رکھے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین رکھا۔ (اشرف المؤید، صفحہ ۷۰)۔

آپ کے فضائل: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے فضائل میں بہت حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ ترمذی شریف کی حدیث ہے حضرت یعلیٰ بن مرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حُسَیْنُ مِنِّی وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْن حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسین رضی اللہ عنہ سے انتہائی قرب ہے۔ گویا کہ دونوں ایک ہیں۔ حسین رضی اللہ عنہ کا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ سے دوستی حضور سے دوستی ہے۔ حسین رضی اللہ عنہ سے دشمنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ سے لڑائی کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لڑائی کرنا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا جس نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۱) اس لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶۰۵)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جسے پسند ہو کہ کسی جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے تو وہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو دیکھے۔ (نورالابصار صفحہ ۱۱۴) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ دوڑے ہوئے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کردیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا منہ کھول کر بوسہ لیا اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ "اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اُس سے بھی فرما جو اس سے محبت کرے (نورالابصار صفحہ ۱۱۴)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف دنیا والوں ہی سے نہیں چاہا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کریں بلکہ خدائے تعالیٰ سے بھی عرض کیا کہ تو بھی اس سے محبت فرما۔ اور بلکہ یہ بھی عرض کیا کہ حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے والوں سے بھی محبت فرما۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ وہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے لعابِ دہن (رال، تھوک) کو اس طرح چوستے ہیں جیسے کہ آدمی کھجور چوستا ہے۔ یَمْتَصُّ لُعَابَ الْحُسَیْن کَمَا یَمْتَصُّ الرَّجُلُ التَّمَرَۃَ (نور الابصار صفحہ ۱۱۴) اور مروی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کعبہ شریف کے سایہ میں تشریف فرما تھے انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا۔ ھٰذَا اَحَبُّ اَھْلِ الْاَرْضِ اِلٰی اَھْلِ السَّمَآءِ الْیَوْمَ آج یہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔ (اشرف المؤیہ، صفحہ ۶۵)۔

اب وہ روایتیں ملاحظہ فرمائیں جو دونوں صاحبزادوں کے فضائل پر مشتمل ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْحَسَنُ وَ الْحُسَیْنُ سَیِّدَ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰) اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنُ ھُمَا رُیْحَانِیْ مِنَ الدُّنْیَا حسن اور حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰) اس حدیث پاک کی ترجمانی حضرت مولانا احمد رضا خان نے بڑے پیارے انداز میں فرمائی ہے۔

کیا بات ہے رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسن اور حسین پھول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ کے ایک کندھے پر حضرت حسن کو اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اُٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لے آئے اور فرمایا ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَ اِبْنَا اِبْنَتِی یہ دونوں میرے بیٹے اور میرے نواسے ہیں۔ اور پھر فرمایا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَ اَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا اے اللہ! میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں

بقیہ صفحہ ۳ پر

مردِ حق آگاہ: علامہ سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ

غلام مصطفیٰ رضوی

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب کی ذات بڑی ہمہ جہت، ہمہ وصف اور گوناگوں خوبیوں کی حامل تھی۔ آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے، ایک تحریک تھے، ایک تنظیم تھے، پوری بزم تھے، جن کا چلا جانا بزم سوُنی ہوجانا ہے، جن کی رحلت لاکھوں دلوں کو تڑپا گئی۔ رہتے تھے کراچی میں لیکن دُنیائے سنیت کے دلوں میں دھڑکتے تھے۔ دوری وقرب سے ان کی ذات ورا تھی۔ رب نے ان کے فیضان سے دور ونزدیک کو سیراب کیا۔

علامہ سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ ہند کی زمیں سے اُٹھے اور عالم پر چھا گئے۔ ۱۹۵۱ء میں ہجرت کرکے ہند سے سندھ جا پہنچے، کراچی جا بسے۔ سیادت کا جمال تھا ہی، علم وفضل کے کمال نے چمکا دیا۔ روحانی تشنگی بریلی شریف میں بجھی۔ حضور مفتی اعظم ہند کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے۔ خلافت سے بھی نوازے گئے۔ کئی چشموں سے سیرابی کی۔ لاکھوں تشنہ کاموں کی پیاس بجھائی۔ سلسلۂ قادریہ رضویہ کے عظیم شیخ تھے۔ ارادت مندوں کا حلقہ کئی ملکوں میں پھیلا ہوا ہے۔ جن میں علما ومدبر بھی ہیں، دانشور اور اہلِ قلم بھی اور سرکردہ شخصیات وصاحبِ فکروفن بھی۔

قبلہ شاہ صاحب کو رب قدیر نے حکمت وتدبر اور دانش وتدبیر سے نوازا تھا۔ آپ کے دم قدم سے کئی شعبوں میں خدمتِ دینِ متین کا سلسلہ وسیع ہوا۔ گستاخانِ بارگاہِ رسالت کے مقابل آپ نے کئی تحریکوں کو دوام بخشا۔ مختلف محاذوں پر علم وحکمت کے ساتھ ناموسِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لیے خدمات پیش کیں۔ قادیانی واس نوع کے دیگر گستاخوں کی سازشوں کا دنداں شکن جواب دیا۔ آپ کے ایستادہ خطوط پر کثیر تنظیمیں فعال ہیں اور مختلف شعبوں میں خدمات کا سلسلہ جاری وساری ہے۔

قادرِ مطلق نے خطابت کے مدلل ومبرہن جوہر سے نوازا تھا۔ اچھوتا انداز منفرد طرز۔ راقم جیسے لاکھوں نوجوان آپ کے اسلوبِ خطابت کے باعث متاثر ہوئے۔ بلاشبہہ ہزاروں عنوانات پر آپ نے خطبے ارشاد فرمائے۔ موضوع کا حق ادا کردیا۔ سلاستِ زبان وبیان، نکھرا انداز، صاف وشستہ لہجہ، غیر ضروری الفاظ سے اجتناب، غیر تحقیقی روایات سے گریز، صرف کام کی باتیں، استدلال کی زبردست قوت۔ کتاب وسنت سے جب دلائل پیش کرتے تو زورِ بیاں دیدنی ہوتا۔ سادگی ومتانت لفظ لفظ سے ٹپکتی۔ سمجھانے کا انداز اِس قدر عام فہم کہ کم علم بھی مفہوم تک رسائی حاصل کرلیتا۔ اسی لیے انٹرنیٹ پر بھی آپ کی خطابت کی مقبولیت ہے۔ رہتے کراچی میں تھے لیکن فیضانِ علمی سے ہند کیا افریقہ وامریکہ، یورپ وعرب سبھی مستنیر ہوئے۔

ایک درجن سے زائد کتابیں یادگار ہیں جن میں علم ووسعتِ مطالعہ کی جھلک محسوس کی جاسکتی ہے۔ تصنیف وتالیف کا نکھرا ذوق آپ کے اخلاصِ عمل پر دال ہے۔ تحریر میں تاثیر ہے۔ فکر کا جوہرِ تاباں سطر سطر سے ظاہر ہے۔ ہند وپاک سے آپ کی تصانیف کے بہ کثرت ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔ چند تصانیف کے نام اس طرح ہیں:

(۱)۔ضیاء الحدیث (۲) جمالِ مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۳) تصوف وطریقت (۴) دعوت وتنظیم (۵) فلاحِ دارین (۶) خواتین ودینی مسائل (۷) کتاب الصلوٰۃ (۸) مسنون دُعائیں (۹) تفسیر سورۂ فاتحہ (۱۰) اسلامی عقائد (۱۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بچوں سے محبت (۱۲) مبارک راتیں (۱۳) ثنائے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۱۴) تفسیر انوار القرآن (آخری ۲۲/سورتوں کی نہایت سادہ وپراثر تفسیر) (۱۵) رسول خدا کی نماز (۱۶) فضائل صحابہ واہلبیت (۱۷) مزارات اولیا اور توسل

مسلکِ اسلاف پر سختی سے کاربند تھے۔ دین کے معاملے میں کبھی مداہنت گوارا نہیں کی۔ احقاقِ حق وابطالِ باطل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بلاخوفِ لومۃِ لائم مسلکِ حق کا تحفظ کیا اور ہر سازش کا مناسب وبروقت علمی جواب دے کر گلشنِ اسلام کی حفاظت کی۔ مسلکِ رضا کے مخلص داعی تھے؛ شریعت کی حفاظت کو ہمیشہ مقدم رکھا۔ ایسے دور میں جب کہ شرعی قدروں کی پامالی عام ہے حفاظتِ شریعت کے لیے مسلسل کوشاں رہے اور اپنی تقویٰ شعار زندگی سے اسلامی احکام پر عمل کا نمونہ پیش کرتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ آپ پر اعتماد فرماتے تھے۔

صلہ وستائش سے بے پروا ہوکر رضاے الٰہی کی خاطر دین وسنیت کی اشاعت کی۔ اخلاصِ عمل کے جوہر سے آراستہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ فراعنۂ عصر آپ کے قدموں کو لرزا براندام نہ کرسکے۔ اربابِ سیاست آپ کے ضمیر کا سودا نہ کرسکے۔ ہر محاذ پر باطل نامُراد ہوا۔ جیت ہمیشہ حق کی ہوئی۔ مردِ مومن وامامِ دوراں تھے جن کی بیباکی نے ایوانِ اقتدار کو بھی ہلا کر رکھ دیا۔ اپنی درویشی میں مقامِ منصور کو آپ نے مستور رکھا۔ صاحبِ دل تھے، روحانی اعتبار سے مقام بلند پر فائز تھے۔ مخدوم تھے لیکن خادمانہ حیات پیش کی، باکمال تھے لیکن خاکساری اختیار کی، صاحبِ دل تھے لیکن فقر میں اسے چھپائے رکھا، صبر اختیار کیا، ایامِ رُخصت میں بھی فرائض وواجبات کو مقدم رکھا۔ آپ نے اپنی عملی زندگی سے اسلافِ کرام کی مبارک زندگیوں کی یاد تازہ کردی۔

فکرِ رضا، تحقیقاتِ رضا، تصانیفِ رضا، کلامِ رضا، سلسلۂ رضا کی نشر واشاعت میں مثالی کردار پیش کیا۔ اعلیٰ حضرت سے بے پناہ عقیدت تھی۔ یہی سبب ہے کہ نگارشاتِ رضا کی اشاعت میں بھی حصہ لیتے رہے۔ نسبتوں کا احترام کرتے تھے۔ احکامِ شرع میں بریلی شریف کے محتاط فتوؤں پر عمل کرتے۔ مسلکِ عشق وعرفان کے کامیاب مبلغ تھے۔ سچے عاشقِ رسول تھے۔ سفیرِ مسلکِ رضا تھے۔ حضور تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت رکھتے تھے۔ جمیع اکابرِ اہلِ سنّت کا احترام برماتے، سبھی سلاسلِ حقہ کی توقیر فرماتے۔ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری نے اپنے کام کی جولان گاہ بنجر زمینوں کو بنائی۔ کامیابی کے ساتھ انھیں گلزار فرمایا۔ مسلکِ اسلاف کی ترجمانی کی، فکر رضا کی نمائندگی کی، حق کی ترسیل کی،

بقیہ صفحہ ۴ پر

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز ممبئی

اداریہ

جانے کہاں گئے وہ دن

- : جب پڑوسی سے پوچھا جاتا، میں سبزی لینے جا رہا ہوں۔ آپ نے بازار سے کچھ منگوانا تو نہیں۔
- : جب بچوں کو گھر سے مار پڑتی تھی، کہ تم نے سکول میں ایسی حرکت کیوں کی، جس پر تمہیں استاد نے مارا۔
- : جب امام مسجد صاحب کے لئے، اپنے گھروں سے کھانا بھیجا جاتا تھا۔
- : جب اپنے بچوں کو کسی رشوت خور پڑوسی کے بچوں سے دوستی کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔
- : جب پڑوسیوں سے سالن کا تبادلہ کیا جاتا تھا کہ، ہمارا چھوٹا بیٹا کریلے نہیں کھاتا، آپ ایک پلیٹ کریلے رکھ لیں، اور جو آپ نے پکایا ہے۔ اس سالن کی ایک پلیٹ دے دیں۔
- : جب رات کی بچی روٹی کو، پانی اور گھی لگا کر، اس کا پراٹھا تیار کیا جاتا تھا۔ اور سب بہن بھائی، اس کا ناشتہ انجوائے کرتے تھے۔
- : جب ہمیں گھر میں ڈبل روٹی لاتا دیکھ کر پڑوسی پوچھتے تھے، اللہ خیر کرے گھر میں کون بیمار ہے۔
- : جب گھر میں ساگ، حلیم، حلوہ یا گڑ والے چاول بننے پر، محلے کے چار پانچ گھروں میں بھی بھجوائے جاتے تھے۔
- : جب پوسٹ مین، ہمارا نام پکار کر ہمارا خط، گھر کی ڈیوڑھی میں پھینک جایا کرتا تھا۔
- : جب کسی شادی یا مرگ پہ پڑوسیوں کو اپنے گھر کے کمرے، بستر، چارپائیاں اور برتن دے دیے جاتے تھے۔
- : جب بچے اور بچیاں، اپنے چچا، ماموں، خالہ اور پھوپھو کے گھر جا کر، ایک ایک دو دو مہینے تک رہا کرتے تھے۔
- : جب کہا جاتا تھا، اللہ ہمیں حلال روزی ہی کھلائے، پیسے کا کیا ہے۔ پیسہ تو...... کسی...... کے پاس بھی بہت ہوتا ہے۔
- : جب پڑوسنیں کسی شادی بیاہ پہ، ایک دوسرے سے مانگے ہوئے کپڑے اور زیور پہن کر جایا کرتی تھیں۔
- : جب ہمارے پڑوسی، ہمارے سب رشتہ داروں کو جانتے تھے۔ اور کسی اجنبی کے ہمارے گھر آنے پہ پوچھتے تھے، یہ کون ہیں۔ انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ بھی کیا دن تھے
- اب سوچیں تو افسوس ہوتا ہے صرف کہ آج ہماری ہی بدولت یہ معاشرہ کیسے تبدیل ہو گیا ہے اور یہ تبدیلی شاید ہی ہمارے لیے مفید ہو...!!

نئے ہجری سال کا پیغام ہجری کلنڈر کو رواج دیجئے

۳۰/ذی الحجہ کا سورج جیسے ہی غروب ہوا نئے اسلامی ہجری سال کا آغاز ہو گیا۔ اور ہم سب نئے اسلامی سال میں داخل ہو گئے یعنی ۱۴۴۳ھ ختم ہو کر ۱۴۴۴ھ کی شروعات ہو گئی۔ ایمان والوں کے لئے ہجری اسلامی سال اور تاریخ کی بڑی اہمیت ہے۔ واقعہ ہجرت سے اسلامی سال اور تاریخ کی شروعات بہت ہی معنی خیز ہے۔ اس لئے کہ ہجرت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی کا وہ مبارک واقعہ ہے، جو نہ صرف مسلمانوں کی ایثار اور جانثاری وفداکاری کا اوج کمال ہے، بلکہ یہ اسلام کے ظہور وغلبہ کا نقطۂ آغاز بھی ہے، اسی بنا پر حضرات صحابہ کرام نے اسلامی کلینڈر کے لئے اسی واقعہ کو بنیاد واساس بنایا اور یہ ہجری کلینڈر ھجری تقویم سے موسوم ہوا۔ علماء اور حضرات اہل علم نے لکھتے ہیں،، کہ مسلم معاشرہ میں ھجری تقویم کے رواج کو باقی رکھنا فرض کفایہ کی حیثیت اور درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ اس سے متعدد عبادتیں متعلق ہیں،۔ مگر افسوس فرنگیوں کی تقلید میں ہم ایسے اندھے ہو گئے ہیں، مغربی تہذیب کے سیل رواں میں ایسے بہہ گئے ہیں، مسلمانوں کی مرعوبیت اور اس طوفان کے مقابلے سپر اندازی نے نوبت یہاں تک پہنچا دی ہے کہ آج زیادہ تر مسلمان نوجوان بلکہ بوڑھے اور ادھیڑ ھجری مہینوں کے نام سے بھی واقف نہیں اور یہ جاننے والے تو اور کم ہیں کہ اسلامی تقویم کی بنیاد کیا ہے؟ یہ کیوں کر وجود پذیر ہوئی اور واقعۂ ہجرت ہی سے اس کلینڈر کی ابتداء کرنے میں کیا حکمت اور پیغام ہے؟ اس بے توجہی بے التفاتی اور ناآگہی کا نتیجہ ہے کہ جتنے کلینڈر جنتریاں اور ڈائریاں چھپتی ہیں وہ سب بھی مسیحی عیسوی تقویم کا لحاظ کرتے ہوئے بنتی ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہم مسلمان ھجری تاریخ کی اہمیت کو جانیں اور سمجھیں اور بلا ضرورت شدیدہ اس تقویم اور سنہ کو چھوڑ کر دوسرے سنہ کو فوقیت اور ترجیح نہ دیں، الا یہ کہ جہاں ہم مجبور ہیں غیروں کے ماتحت اور پابند ہیں، یا جہاں دفتری نظام شمسی کلنڈر کے مطابق انجام دینا مجبوری ہو۔ ہم کو یہ یاد رکھنا اور سمجھنا چاہیے کہ ھجری تاریخ سے سنہ کی ابتداء اور آغاز کا فیصلہ ۱۷ ھجری میں ہوا اس وقت سے اب تک صحابۂ کرام اور ہمارے اسلاف قمری مہینوں اور سنہ ہجری کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور مسلمانوں کو بھی اس کے التزام کی تعلیم دیتے رہے ہیں کیونکہ من جملہ شعائر اسلام سے ہے۔ قمری مہینوں کے نام زبان وحی ونبوت سے ادا ہوئے ہیں اور سنہ ہجری کے بارے میں معلوم ہو کہ ایک مہتم بالشان واقعہ کی یادگار ہے۔

نئے اسلامی سال کا آغاز نئے عزائم کے ساتھ معزز علمائے اہل سنت سے مودبانہ گزارش

از: خاکسار محمد قمر الزماں خاں اعظمی مصباحی، سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، لندن

الحمدللہ، حضور سرور دو عالم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے وطفیل نئے اسلامی سال ۱۴۴۴ھ کا آغاز ہونے جا رہا ہے۔ اللہ عزوجل اس نئے سال کو پوری اُمت مسلمہ بلکہ ساری انسانیت کے لیے امن، شانتی اور سکون کا سال بنائے۔

میرا یہ پیغام بطور خاص اُن حضرات کے نام ہے جو میدان عمل میں انسانوں کی فلاح وبہبود اور کامیابی وکامرانی کے لیے اپنا رول ادا کر رہے ہیں اور اس سلسلے میں محنت ومشقت کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مشائخ کرام اپنی بساط بھر کوشش کر رہے ہیں اور اس کے کچھ احسن نتائج بھی ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ لیکن ماڈرن ٹیکنالوجی کے اس دور میں ہر کام نہایت مختصر سے وقت میں برق رفتاری سے ہو رہا ہے۔ جو سفر مہینے میں مکمل ہوتا تھا اب وہ چند گھنٹوں میں پورا ہونے لگا اور گھنٹوں میں ہونے والا کام منٹوں اور سیکنڈوں میں ہونے لگا ہے۔ ہر کام میں وقت بچ رہا ہے اور کم سے کم وقت میں کام کرنے کا مزاج انسانوں کا بنتا جا رہا ہے۔ اور جو قومیں عالمی سطح پر ترقی یافتہ ہیں وہ اسی پر گامزن ہیں اور بھرپور جدوجہد کر کے دنیوی سطح پر اُمتِ مسلمہ سے آگے نکل چکی ہیں۔

مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے آپ حضرات سے میری عاجزانہ گزارش ہے کہ درج ذیل گزارشات کو قبول فرمائیں یا ان میں کوئی کمی ہو تو میری اصلاح فرمائیں، نوازش ہوگی۔

مشائخ اہل سنت اپنے اپنے اعتبار سے لوگوں کو حلقۂ ارادت میں شامل کر کے ان کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کی کوشش کر رہے ہیں، اللہ پاک ان کوششوں کو قبول فرمائے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کم وبیش چار ہزار سال قبل حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے متعلق دعا کی تھی۔ جس میں آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی تھی

: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [۲:۱۲۹]

(سورۃ البقرہ: آیت ۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بیشک تو ہی ہے غالب حکمت والا۔

پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق رب نے یہ دعا قبول بھی فرمائی۔ آگے خود اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ [۲:۱۵۱] (البقرۃ ۱۵۱)

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا،

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں ہم دیکھیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابہ کی کس انداز میں تربیت فرمائی کہ انہیں لوگوں کا مقتدا بنا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ (رواہ رزین)

ترجمہ: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی اقتدا کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم وتربیت کا منہج کیا تھا؟ طریقہ کار کیا تھا؟ آپ دعائے ابراہیم کے اوصاف سے متصف ہو کر خود تشریف لائے اور انہیں اوصاف کی روشنی میں آپ نے اپنے صحابہ کی تربیت فرما کر ان کا ایسا تزکیہ فرمایا اور انہیں کتاب وحکمت کی ایسی تعلیم فرمائی کہ ان جیسا تربیت کرنے والا اور صحابہ جیسا تربیت پانے والا صبح قیامت تک نہیں ملے گا۔

اگر آپ تاریخ اسلامی کا مطالعہ کریں تو اِس حقیقت کا اعتراف کریں گے کہ جب بھی اُمتِ مسلمہ سیاسی زوال کا شکار ہوئی تو مشائخ اور اولیائے کرام نے اپنی اپنی خانقاہوں میں اسلامی اقتدار وروایات کو زندہ رکھا اور پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا۔

صوفیائے کرام نے منگولوں کے غلبہ کے بعد اسلام کو حیاتِ تازہ عطا فرمائی جس کی بہترین مثال سلطنت عثمانیہ اور بغداد کی تباہی کے بعد دوبارہ غلبہ اور کامیابی سے ہمکنار ہونا ہے۔ برصغیر ہندوپاک کی سرزمین پر انہیں مشائخ نے اپنی خانقاہوں میں ایسے افراد تیار کیے جن کے نفسِ گرم اور نالۂ نیم شبی اور آہ صبح گاہی نے اسلام کو تیرہ سو سال تک غالب قوت کی حیثیت سے کامیابیوں سے ہمکنار فرمایا۔

اور گزشتہ ایک سو سال تک مصطفیٰ کمال پاشا کے جبر اور الحادی نظریات کی اشاعت اور نماز وقرآن پر پابندی اور داڑھی رکھنے کو جرم قرار دینے کے باوجود خانقاہ نشینوں نے اپنا کام جاری رکھا اور اس طرح ایک بار پھر اسلام ایک غالب قوت کی حیثیت سے نمایاں ہو رہا ہے۔

آج پھر ضرورت ہے کہ ہمارے مشائخ کرام اپنی خانقاہوں کو روحانی تربیت کے مراکز میں تبدیل فرما دیں اور وابستگان سلاسل کو اس قدر آراستہ فرما دیں کہ دنیا کی کوئی طاقت انہیں راہ حق سے منحرف نہ کر سکے۔

ہوا اگرچہ تند وتیز ہے مگر مشائخ کی کوششوں سے اسلام کی شمع کبھی بجھنے نہ پائے گی۔ اگر آج بھی مشائخ کرام اپنی خانقاہوں اور درگاہوں کو درس گاہوں اور روحانی تربیت گاہوں میں تبدیل فرما دیں تو دنیا کے تمام ممالک سے مسلمانوں کا علمی اور فکری افلاس ختم ہو جائے گا۔

بڑے عظیم مشائخ اور پیران کرام! اللہ نے آپ کو عزت وعظمت سے نوازا ہے، دلوں کو تسخیر کی قوت عطا فرمائی ہے۔ خدارا! آج کے نازک حالات میں احیائے دین کے لیے اپنی ذمے داریوں کو محسوس کریں اور اپنی درگاہوں اور خانقاہوں میں اَسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین متین کی خدمت کو لازمی قرار دیں۔

آج دنیا کے بہت سے ملکوں میں مسلمان اضطرار کی حالت سے دوچار ہے اور اسلام ہزاروں فتنوں کی زد میں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اضطرار کی حالت میں رجوع الی اللہ واحد ذریعہ ہے جس سے نصرت الٰہی میسر آ سکتی ہے۔ قرآن عظیم کا فرمان ہے۔ أَمَّن يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ۗ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ [۲۷:۶۲] (النمل: آیت ۶۲)

ترجمہ: یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمہیں زمین کا وارث کرتا ہے کیا اللہ کے ساتھ اور خدا ہے،، بہت ہی کم دھیان کرتے ہو،

اگر ہمارے مشائخ اپنے مریدوں کی تربیت انہیں طریقوں پر کریں جن طریقوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کی تو عظیم علمی وعملی انقلاب پیدا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو خود تزکیہ کر سکتے ہوں خود کریں ورنہ اپنے مریدین کے تزکیہ کے لیے کسی کامل پیر کو منتخب کریں۔ تا کہ ہمارے مریدین اور وابستگان سلسلہ ایسے بہترین انسان بن کر دنیا کے سامنے آئیں جن کے کردار کی قسم بھی کھائی جا سکے اور جو علمی، اخلاقی، دینی ہر اعتبار سے اپنی مثال آپ ہوں۔

تزکیہ کسے کہتے ہیں؟ ایک مفکر کے بقول ''نقص کو دور کر دینا اور کمال پیدا کر دینا'' تزکیہ ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایسا تزکیہ فرمایا کہ وہ جن کی زندگیوں میں بے شمار نقائص تھے، انہیں ایسا ہادی ورہنما بنایا کہ ان کی جو اقتدا کر لیتا اور ان کے نقش قدم پر جو چل پڑتا اس کی دنیا وآخرت دونوں سنور جاتی۔

اگر ہم ان ذمے داریوں سے پہلوتہی کریں گے تو یاد رکھیں کہ ہمیں اپنے وابستگان میں انقلاب بپا کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اور اگر خدانخواستہ وہ بے عملی یا بدعقیدگی کے راستے پر چل پڑے تو ''كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ'' کے مطابق ہمیں قیامت میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔

لہٰذا سب مشائخ اہل سنت مل کر کوشش کریں کہ مریدوں سے کچھ لینے کی بجائے ان کی زندگی میں خوف خدا، محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم علم واخلاق، اخلاص، تلاوتِ قرآن مقدس کا جذبہ، دیانت داری جیسی سب خوبیاں مریدوں میں پیدا کریں اور حب دنیا ان کے دل سے نکالنے کی کوشش کریں۔

اس سلسلے میں مجھے ایک بزرگ کا قول یاد آ رہا ہے، وہ فرماتے ہیں ''ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے سے بچو جن کی صحبت تمھیں آخرت سے غافل کر دے''۔

اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ الفاظ سے جتنا کردار میں نکھار نہیں پیدا ہوتا ہے اخلاق اور اعمال کے ذریعہ اس سے زیادہ کردار میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لیے ہمیں سب سے پہلے اپنے وجود پر محنت کرنی ہوگی۔ بعض نوجوان مشائخ جوان باتوں سے پہلوتہی کرتے ہیں ان کی خدمت میں مودبانہ گزارش ہے کہ اگر آپ اس میدان میں قدم رکھ چکے ہیں تو اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ سنواریئے، اور ایسا بن جایئے کہ آپ کی نقل کرنے والے کی دنیا وآخرت بھی سنور جائے۔

لہٰذا اس نئے سال کے آغاز میں مشائخ کرام عزم مصمم کریں کہ ہم اپنے مریدین اور وابستگان کے دلوں میں دنیا کی بجائے آخرت کی محبت اور فکر پیدا کریں گے۔ اپنے مریدین کی اصلاح کرنے کی حتی المقدور کوشش کریں گے۔ مریدین کی دینی ودنیاوی تعلیم کا انتظام کریں گے۔ ان کی تربیت کا انتظام کریں گے۔ مریدین کو حلال کھانے کے سلسلے میں تاکید فرمائیں گے۔ اس کے علاوہ کچھ اوراد ووظائف مثلاً تلاوتِ قرآن مقدس، پنج گنج قادریہ اور دیگر وظائف کی طرف متوجہ کریں گے۔

یہ چند گزارشات میرے اکابر مشائخ کی بارگاہ میں میری طرف سے اپنی فکر کی اصلاح کے لیے ہیں اور نوجوان مشائخ کی بارگاہوں میں میری طرف سے مودبانہ گزارش ہے۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز ممبئی
جلد نمبر 27، شمارہ نمبر 07
پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبدالکریم
بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاد اسٹریٹ ممبئی ۹ سے شائع کیا۔
سالانہ ممبر شپ
۲۰۰/روپیے
مالک: عبدالغفار رضوی
ٹیلی فون: 022-23454585

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے
ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کام یابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کر رہا ہے۔ جس میں مذہبی، ملّی، ملکی خبریں ومضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔ آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔
سالانہ فیس 200 روپے
پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی۔ ۹، فون: 022-23454585

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

غلاف کعبہ کی تیاری کے بابرکت عمل کے مراحل کے بارے میں ہم کیا جانتے ہیں؟

۲۲/جولائی جمعہ ۲۰۲۲ء غلاف کعبہ [کسوہ] کی تیاری کئی تکنیکی مراحل اور آپریشنل شعبوں سے گزر کر حتمی مرحلے تک پہنچتی ہے۔ اس بابرکت منصوبے کی شروعات رنگائی کے مرحلے سے ہوتی ہے۔ رنگ ساز فیکٹری میں کسوہ کی تیاری کا پہلا مرحلہ ہے۔ اس مرحلے کے دوران غلاف کعبہ کی تیاری کے لیے دُنیا کے بہترین قسم کے خالص قدرتی ریشم دنیا کو رنگ کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس میں قرآن کی عبارات اور آیات منقش کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد لیبارٹری کا مرحلہ آتا ہے۔ اس مرحلے میں ریشم اور سوتی دھاگوں کے لیے مختلف ٹیسٹ کیے جاتے ہیں تا کہ یہ یقینی بنایا جاسکے کہ وہ ریشم کے دھاگوں کی تناؤ کی طاقت اور کٹاؤ کے عوامل کے خلاف مزاحمت کے لحاظ سے مطلوبہ معیار کے مطابق ہیں۔ اس معیار کو یقینی بنانے کے لیے کچھ تحقیق کی جاتی اور تجربات کیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد پرنٹنگ کا مرحلہ آتا ہے، جس میں پٹی اور کڑھائی کا شعبہ، کسوہ سلائی کا شعبہ اور پھر کعبہ کے غلاف کی دیکھ بھال کا یونٹ کام کرتا ہے۔ غلاف کعبہ تیاری کے مراحل پیداوار اور تیاری کے تمام مراحل کے اختتام کے بعد تقریباً ذی القعدہ کے وسط میں غلاف کعبہ کے کارخانے میں ایک سالانہ تقریب منعقد کی جاتی ہے۔ اس تقریب میں غلاف کعبہ کو روایت کے مطابق سدنہ [کلید بردار] کے حوالے کیا جاتا ہے۔ سُدنہ غلاف کعبہ کو صدارت عامہ برائے امور حرمین شریفین کے سپرد کرتا ہے۔ شاہی فرمان کے تحت دس ذی الحج کو غلاف کعبہ کو تبدیل کیا جاتا ہے، لیکن اس سال اسے یکم محرم ۱۴۴۴ھ کو تبدیل کیا جارہا ہے۔ غلاف کعبہ کی تنصیب میں آخری ٹکڑا خانہ کعبہ کے باب کعبہ کا پردہ ہے جسے 'ستارہ الکعبہ' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کسوہ کو تبدیل کرنے کے عمل کا سب سے مشکل مرحلہ ہے اس کے مکمل ہونے کے بعد کعبہ کے غلاف کو سفید کپڑے کے ٹھوس ٹکڑوں سے اُٹھایا جاتا ہے۔ اُنہیں شازروان (کعبہ کی سنگ مرمر کی بنیاد) سے تین میٹر بلند جسے احرام کعبہ کے عمل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ غلاف کعبہ کے لیے شاہ عبدالعزیز کمپلیکس ریشم کی تیاری، کڑھائی اور نقش ونگار کے سب سے بڑے کمپلیکس میں سے ایک ہے، جس کا آغاز ریشم کے دھاگوں کی تیاری اور بُنائی اور ریشم کے کپڑے پر علامتوں کی چھپائی سے ہوتا ہے۔ یہ بات قابل غور ہے کہ غلاف کعبہ دُنیا کا مہنگا ترین لباس بن گیا ہے جس کی سالانہ قیمت (۲۰) ملین سعودی ریال سے زیادہ ہے۔ غلاف کعبہ کے کپڑے کا کل وزن ۸۵۰/کلوگرام ہے اور اسے ۴۷/ٹکڑوں کو ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ ہر ٹکڑے کی چوڑائی ۹۸/سینٹی میٹر ہوتی ہے۔

بقیہ: سید الشہدا امام عالم مقام۔۔۔

تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جوان سے محبت کرتا ہے ان کو بھی محبوب رکھ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۰) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ ایک کندھے پر حضرت حسن کو اور دوسرے کندھے پر حضرت حسین کو اٹھائے ہوئے تھے یہاں تک کہ ہمارے قریب تشریف لے آئے اور فرمایا مَنْ اَحَبَّهُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِيْ جس نے ان دونوں سے محبت کی تو اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی (اشرف المؤیہ صفحہ ۷۱)۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے سیدہ کونین نے عرض کیا ابا جان آج صبح سے میرے دونوں شہزادے حسن وحسین گم ہیں اور مجھے کچھ پتہ نہیں کہ وہ کہاں ہیں۔ ابھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَنَّهُمَا فِيْ مَكَانٍ كَذَا وَ كَذَا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِمَا

یتیموں اور مسکینوں سے آپ کا حسن سلوک

یتیموں سے اور مسکینوں سے حسن سلوک اور شفقت ومحبت کا معاملہ رکھنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی بڑی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت کی بشارت دی ہے جو بہت بڑا انعام و اکرام ہے۔ ربِ کائنات کا ارشاد گرامی ہے (پارہ ۲۹/رکوع ۱۹) اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر (یعنی ایسی حالت میں جب کہ خود انہیں کھانے کی حاجت وخواہش ہو) مسکین اور یتیم اور قیدی کو ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گذاری نہیں مانگتے۔ بیشک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔

ان آیات کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے: حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ایک موقع سے بیمار پڑ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ان کی کنیز فضّہ نے ان کی صحت کے لئے تین روزوں کی منت مانی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں صحت دی اور نذر (منت) کی وفا کا وقت آیا تو سب نے روزے رکھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جو لائے۔ حضرت خاتونِ جنت نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھی گئیں تو پہلے روز مسکین دوسرے روز یتیم اور تیسرے روز قیدی نے آکر سوال کر دیا تو تینوں روز ساری روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں تو پہلے روز صرف پانی سے افطار کر کے اگلا روزہ رکھ لیا گیا تو ان کا یہ عمل ربِ کائنات کی بارگاہ میں اس قدر مقبول ہوا کہ یہ آیات کریمہ ان کی شان وعظمت اور ان کے حق میں نازل ہوئیں جن میں انہیں بڑے انعام واکرام اور جنت کی بشارت دی گئی ہے تو یہ آیات کریمہ اگر چہ مخصوص لوگوں کے حق میں نازل ہوئیں جن میں انہیں بڑے انعام و اکرام اور جنت کی بشارت دی گئی ہے لیکن ان میں عام مومنوں کے لئے تعلیم ہے کہ اگر وہ بھی مسکینوں، یتیموں اور قیدیوں سے حسن سلوک اور شفقت ومحبت کریں تو انہیں بھی طرح طرح کے انعام واکرام اور جنت سے سرفراز کیا جائے گا اور رب کائنات انہیں بھی آخرت کی پریشانیوں سے محفوظ اور جنت کی راحتوں سے لبریز کرے گا۔

آپ کی شہادت کی شہرت

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش کے ساتھ ہی آپ کی شہادت بھی شہرتِ عام ہوگئی۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ زہرا اور دیگر صحابہ کبار واہلِ بیت کے جان نثار رضی اللہ عنہما سبھی لوگ آپ کے زمانہ شیر خوارگی ہی میں جان گئے کہ یہ فرزند ارجمند ظلم وستم کے ہاتھوں شہید کیا جائے گا اور ان کا خون نہایت بے دردی کے ساتھ زمین کربلا میں بہایا جائے گا۔ جیسا کہ ان احادیث کریمہ سے ثابت ہے جو آپ کی شہادت کے بارے میں وارد ہیں۔

حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مبارکہ میں حاضر ہو کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں دیا پھر میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے یہ خبر پہنچائی کہ اِنَّ اُمَّتِيْ سَتَقْتُلُ اِبْنِيْ میری امت میرے اس فرزند کو شہید کرے گی حضرت اُم الفضل فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا اس فرزند کو شہید کرے گی! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر حضرت جبرئیل میرے پاس اس کی شہادت گاہ کی سرخ مٹّی بھی لائے (مشکوٰۃ صفحہ ۵۷۲) اور ابن سعد اور طبرانی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اِبْنِيْ اَلْحُسَيْنُ يُقْتَلُ بَعْدِيْ بِاَرْضِ الطَّفِ میرا بیٹا میرے بعد ارضِ طِف میں قتل کیا جائے گا۔ اور جبرئیل میرے پاس وہاں کی مٹی بھی لائے اور مجھ سے کہا کہ یہ حسین کی خوابگاہ (مقتل) کی مٹی ہے (صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۸) طف قریب کوفہ اس مقام کا نام ہے جس کو کربلا کہتے ہیں۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بارش کا فرشتہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دینے کے لئے اللہ سے اجازت طلب کی جب وہ فرشتہ اجازت ملنے پر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوا تو اس وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں بیٹھ گئے تو آپ ان کو چومنے اور پیار کرنے لگے۔ فرشتے نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ حسین سے پیار کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا اِنَّ اُمَّتَكَ سَتَقْتُلُهٗ آپ کی امت حسین کو قتل کر دے گی۔ اگر آپ چاہیں تو میں ان کی قتل گاہ کی (مٹی) آپ کو دکھادوں۔ پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا جسے اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کپڑے میں لے لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ام سلمہ! جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا حسین شہید کر دیا گیا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں بند کر لیا جو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن خون ہو جائے گی۔ (صواعق محرقہ، صفحہ ۱۱۸) اور ابن سعد حضرت شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگ صفین کے موقع پر کربلا سے گذر رہے تھے کہ ٹھہر گئے اور اس زمین کا نام پوچھا لوگوں نے کہا اس زمین کا نام کربلا ہے کربلا کا نام سنتے ہی آپ اس قدر روئے کہ زمین آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک روز حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا ابھی میرے پاس جبرائیل آئے تھے انہوں نے مجھے خبر دی اِنَّ وَلَدِيْ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَاطِئِ الْفُرَاتِ بِمَوْضِعٍ يُقَالُ لَهٗ كَرْبَلَاءِ میرا بیٹا حسین دریائے فرات کے کنارے اس جگہ شہید کیا جائے گا جس کو کربلا کہتے ہیں۔ اور ابونعیم اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر گاہ سے گذرے تو آپ نے فرمایا یہ شہیدوں کے اونٹ بٹھانے کی جگہ ہے اور اس مقام پر کجاوے رکھے جائیں گے اور یہاں ان کے خون بہائے جائیں گے۔ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے جوان اسی میدان میں شہید کئے جائیں گے اور زمین وآسمان ان پر روئیں گے۔ (مشکواۃ شریف صفحہ ۵۷۲۔ خصائص کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲۶)

آپ کی فضیلت کے لئے یہ ہی کافی ہے کہ امام الانبیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسی دنیا میں نہ صرف جنّتی ہونے کی بشارت دی بلکہ نوجوان جنّتیوں کا سردار قرار دیا۔ اور ان کی محبت کو ایمان کا حصّہ بتاتے ہوئے یہ فرمایا کہ "اے خدا میں حسین سے محبت اکھتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو کوئی حسن وحسین سے محبت رکھے ان سے تو بھی محبت فرما" بے شک ہر مسلمان ان سے محبت رکھتا ہے اور محبت کی سب سے بڑی علامت (نشانی) یہی ہے کہ ہر نماز میں درود شریف میں نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کے آل واولاد پر بھی درود بھیجتا ہے۔

معرکہ حق وباطل اور امام حسین

امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت سے معرکہ حق وباطل جو کربلا میں رونما ہوا اس نے ساری دنیا کو اپنی جانب متوجہ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد ۵۶ھ میں یزید ولی عہد مقرر ہوا اس کے خلیفہ بنتے ہی طوائف الملوکی شروع ہوگئی اور اسلامی خلافت کے بجائے بادشاہیت وآمریت نے پنجہ گاڑنا شروع کر دیا۔ تو افضل الجہاد کی نظیر پیش کرتے ہوئے کہ ظالم وجابر کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے اسکی عملی تصویر بن کر امام حسین رضی اللہ عنہ دین اسلام کی سر بلندی کی خاطر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ دین حق دین اسلام اس طریقہ کا داعی نہیں یہ اسلامی روح کے خلاف ہے اور یہ پیغام دیا کہ مومن حکومت وسلطنت ظلم وجبر اور طاقت وقوت کے آگے ہتھیار نہیں ڈال سکتا ہے اور یزیدگی امارت و بیعت کا انکار کرتے ہوئے اس کی اطاعت قبول نہ فرمائی اس کی بیعت کو ٹھکرا دیا۔ اور یہ اعلان کر دیا کہ ؎

مرد حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتا نہیں
سر کٹا سکتا ہے لیکن سر جھکا سکتا نہیں

آپ کو یزیدی لشکر کے خطرناک عزائم کا انکشاف ہوا تو حُرمت کعبہ کی خاطر وہاں سے نکلنے کا ارادہ کیا اسی درمیان کوفیوں کے ہزاروں عقیدت بھرے خطوط ملے مگر آپ ان پر کیسے بھروسہ کرتے چونکہ ان ہی لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کیا تھا۔ اسلئے تحقیق کے خاطر اپنے چچا زاد بھائی مسلم بن عقیل کو وہاں بھیجا انکے ہاتھ پر اٹھارہ ہزار لوگوں نے (ایک روایت میں ۲۷,۰۰۰ لوگ) بیعت کیئے اس کو دیکھ کر حضرت مسلم نے حضرت امام حسین کو آنے کے لئے اجازت (خط لکھ دیا) دی تو آپ کوفہ کے لئے عازمِ سفر ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ وحضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ ودیگر صحابہ نے آپ کو کوفہ جانے سے منع فرمایا لیکن آپ نے دین حق کی خاطر جان کی قربانی کیلئے بھی ذرا سی لرزش نہ دیکھائی، یزید کے گورنر عبیداللہ بن زیاد نے حضرت مسلم بن عقیل کیلئے زمین تنگ کردی اور انہیں بے دردی سے شہید کر دیا۔ یہ خبر امام حسین رضی اللہ عنہ کو ملی یہ ایک اندوہناک خبر تھی آپ کو زبردست صدمہ پہنچا واپسی پر نظر ثانی کیا بھی جا سکتا تھا۔ مگر حضرت مسلم ان کے خیش واقارب جو وہاں موجود تھے انہیں یہ گوارا نہیں تھا۔ اس لئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی واپسی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے خود ہی اپنے قافلہ کے لوگوں کو یہ اجازت دے دی تھی کہ جسے واپس جانا ہے وہ چلا جائے۔ یہ سن کر صرف دو حضرات چھوڑ کر چلے گئے۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ حر بن یزید نے ایک لشکر جرار کے ساتھ آپ کو محصور کر لیا تا کہ والیئی عراق عبداللہ بن زیاد کے سامنے پیش کیا جائے۔ اسی دوران نماز ظہر کا وقت ہوگیا۔ آپ نے نماز ادا فرمائی بعد نماز حضرت اما حسین رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ کے ذریعہ حر اور اسکے ساتھیوں (فوج) کے سامنے پوری بات رکھی۔ خطوط اور قاصدوں کا حوالہ دیا۔ حر حیران ضرور ہوا مگر اس نے خطوط کے متعلق لاعلمی ظاہر کی اور اس نے آپ کے قافلہ کو روک لیا۔ یہاں بھی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ دیا جو تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ (ترجمہ) اے لوگو! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی بھی ایسے حاکم کو دیکھے کہ ظلم کرتا ہے۔ خدا کے حدود کو توڑتا ہے۔ سنتِ نبوی کی مخالفت کرتا ہے اور سرکشی سے حکومت کرتا ہے اور اسے دیکھنے پر بھی کوئی مخالفت نہیں کرتا ہے اور نہ اسے روکتا ہے تو ایسے آدمی کا اچھا ٹھکانہ نہیں ہے۔ دیکھو! یہ لوگ شیطان کے پیروکار ہیں۔ رحمٰن سے بے سروکار ہیں حدود الٰہی معطل ہے۔ حرام کو حلال اور حلال کو حرام ٹھہرایا جارہا ہے۔ میں ان کی سرکشی کو حق اور عدل سے بدل دینا چاہتا ہوں اور اس کے لئے میں سب سے زیادہ حقدار بھی ہوں۔ اگر تم اپنی بیعت پر قائم رہو تو تمہارے لئے ہدایت ہے ورنہ عہد شکنی عظیم گناہ ہے۔ میں حسین ہوں۔ ابن علی، ابن فاطمہ، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جگر گوشہ مجھے اپنا قائد بناؤ مجھ سے منہ نہ موڑو، میرا راستہ نہ چھوڑو، یہ صراطِ مستقیم کا راستہ ہے اس حقیقت افروز خطبہ کا لوگوں پر کافی اثر ہوا لیکن لالچ اور خوف کی وجہ کر چپ رہے۔ ۹ محرم الحرام کی رات کا وقت تھا آپ رات بھر عبادت میں مشغول رہے صبح دس محرم کی تاریخ آگئی دونوں اطراف میں صف آرائی ہو رہی تھی۔ فجر نماز کے بعد عمرو بن سعد اپنی فوج لے کر نکلا، ادھر امام حسین رضی اللہ عنہ بھی اپنے احباب کے ساتھ تیار تھے۔ آپ کے ساتھ ۷۲/نفوس قدسیہ جس میں بچے بوڑھے خواتین بھی شامل تھیں دوسری جانب ۹۰/ہزار کا لشکر جرار تمام حرب وہتھیار سے لیس تھے۔ آپ نے جس جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ جس طرف رخ کرتے یزیدی فوج بھیڑیوں کی مانند بھاگ کھڑی ہوتی۔ معاملہ بہت طویل ہوگیا۔ معصوم اور شیر خوار بچے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے لگے، خیمے جلا دیئے گئے، بھوکے پیاسے نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میدان کربلا میں صبر کا پہاڑ بن کر جمے رہے، یزیدی دور سے تیر برساتے رہے اور پھر ایک مرحلہ آیا کہ بدبخت شمر ذی الجوشن جب قریب آیا تو آپ پہچان گئے کہ یہی سفید داغ والا وہی بدبخت ہے جس کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ آپنے اہل بیت کے خون سے اس کے منہ کو رنگتا دیکھتا ہوں۔ اور وہ پیشن گوئی سچ ثابت ہوئی شمر لعین کے لئے بدبختی ہمیشہ کے لئے مقدر بن گئی ادھر امام حسین رضی اللہ عنہ سجدہ میں گئے اور شمر کی تلوار نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی گردن مبارک کو تن سے جدا کر دیا وہ یومِ عاشورہ جمعہ کا دن تھا ماہِ محرم الحرام ۶۱ھ میں یہ واقعہ پیش آیا اس وقت امام حسین کی عمر ۵۵/سال کے قریب تھی

پیغامِ شہادت امام حسین

سید الشہدا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہمیں کئی پیغام دیتی ہے اول یہ کہ ایمان والا اپنے خون کے آخری قطرہ تک حق پر صداقت پر جمار ہے باطل کی قوت سے مرعوب نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کی جن خرابیوں کے باعث مخالفت کئے ویسے لوگوں سے اپنے آپ کو الگ کرے اور فسق وفجور والا کام نہ کرے اور نہ ویسے لوگوں کا ساتھ دے نیز یہ بھی پیغام ملا کہ ظاہری قوت کے آگے بسا اوقات نیک لوگ ظاہری طور پر مات کھا جاتے ہیں مگر جو حق ہے وہ سچائی ہے وہ کبھی ماند نہیں پڑتی مات نہیں کھاتی اور وہ ایک نہ ایک دن ضرور رنگ لاتی ہے۔ یہی اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اسلام کا سرمایہ حیات یزیدیت نہیں بلکہ شبیریت حسینیت ہے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہادت امتِ مسلمہ کے لئے کئی پہلو سے عملی نمونہ ہے، جس پر انسان عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو اسلامی طرز پر قائم رکھے اسلامی زندگی اسلامی رنگ وروپ کی بحالی کیلئے صداقت حقانیت جہد مسلسل اور عمل پیہم میں حسینی کردار اور حسینی جذبہ ایثار وقربانی سے سرشار ہو۔ اقتدار کی طاقت جان تو لے سکتی ہے ایمان نہیں۔ اگر ایمانی طاقت کارفرما ہو تو اسکے عزم واستقلال کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا۔ لندن کے مشہور مفکر "لارڈ ہیڈلے" کے بقول "اگر حسین میں سچا اسلامی جذبہ کارفرمانہ ہوتا تو اپنی زندگی کے اخری لمحات میں رحم وکرم، صبر واستقلال اور ہمت و جوانمردی ہرگز عمل میں آہی نہیں سکتی تھی جو آج صفحہ ہستی پر ثبت ہے۔"

ضرورت اس بات کی ہے کہ حضرت اما حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے حقیقی فلسفہ وحقیقت اور مقصد کو سمجھا جائے اور اس سے ہمیں جو سبق اور پیغام ملتا ہے اسے دنیا میں عام کیا جائے کیونکہ پنڈت جواہر لال نہرو کے بقول "حسین کی قربانی ہر قوم کے لئے مشعلِ راہ وہدایت ہے" اور جیسا کہ مولانا محمد علی جوہر نے شہادت حسین پہ کہا ہے کہ ؎

قتلِ حسین اصل میں مرگِ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

اور کسی شاعر نے بہت پیاری بات کہی ہے ؎

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ وہ ظلم ابن زیاد کا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

اور ہندوستان میں اسلام کی روشنی لانے پھیلانے والے صوفی چشتی بزرگ خواجہ اجمیری رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

شاہ است حسین، بادشاہیت حسین
دیں است حسین، دیں پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقّا کہ بنائے لا الہ است حسین

اللہ ہم لوگوں کو شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ سے سبق لینے اور حق پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثمہ آمین

☆☆☆☆☆

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN MUSLIM TIMES WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL: 27 , ISSUE NO: 07 DATE: 08 August to 14 August 2022. Rs.5/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

محرم الحرام: خرافات رسومات واصلاح

ازقلم: محمد توصیف رضا قادری علیمی مت

علم دارالعلم علیمیہ جمدا شاہی یوپی

یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ محرم الحرام شروع ہوتے ہی غلط رسومات وخرافات اور بدعات کہ جن کے سبب اس ماہ مقدس کی نہ صرف بے حرمتی ہوتی ہے بلکہ اسلامی اقدار کا کھلا مذاق بھی اڑایا جاتا ہے۔ چنانچہ شہدائے کربلا کی یاد منانے کی آڑ میں غیر شرعی کام سرانجام دیے جاتے ہیں۔

تعزیہ بنا کر شہر شہر، گاؤں گاؤں نوحہ و ماتم کرتے پھرتے ہیں، نو محرم الحرام کا سورج غروب ہوتے ہی سڑکوں اور گلی کوچوں میں طوفان بدتمیزی مچایا جاتا ہے۔۔ شہر کے آوارہ' بدتمیز اور جاہل نوجوان سروں پر ہری پٹیاں باندھے منظر عام پر آجاتے ہیں۔

اسٹیل' پیتل اور چاندی سے تیار کردہ مصنوعی ہاتھ' پاؤں' آنکھوں اور بازو کی تیاری شروع ہوجاتی ہیں، اس کے ساتھ زور زور سے ڈھول پیٹا جاتا ہے' تاشے بجائے جاتے ہیں' کپڑے کا درہ بنا کر نوجوان ایک دوسرے کو پیٹتے ہیں' بے پردہ خواتین کا ہجوم بھی سڑکوں پر نکل آتا ہے جن کے ہاتھ میں بچے اور ناریل ہوتے ہیں۔ وہ بے پردہ عورتیں فخر کے ساتھ تعزیئے پر ناریل کا چڑھاوا چڑھاتی ہیں (معاذاللہ)۔۔۔۔

نیز مرد حضرات بھی اپنے بچوں کو ساتھ لاتے ہیں تا کہ جاہلوں کا تماشا اپنے چھوٹے بچوں کو دکھا کر ان کا گناہ بھی اپنے سر لیں۔

اسی طرح بعض عورتیں اپنے بچوں کو شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کا فقیر بناتی ہیں جو کہ ان بچوں کو مانگ کر کھلاتی ہیں اور بعض بدنصیب اپنے گھروں' دکانوں' سبیلوں' موٹر کاروں اور موٹر سائیکلوں میں زور زور سے ماتم کی کیسٹیں بجاتے ہیں اور کالے کپڑے پہن کر فخر محسوس کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)۔۔

اور تعزیہ داری کے نام پر تو زبردستی غریبوں کے گھروں میں گھس گھس کر چندہ لیا جاتا ہے اور منع کرنے والوں کو یا کم دینے والوں کو دھمکیاں اور انہیں تنگ کیا جاتا ہے۔ اس حوالے سے میں نے اس چیز کا باقاعدہ مشاہدہ کیا ہے کہ لوگوں نے تعزیہ داری کو کمائی کا ذریعہ بنالیا ہے۔ لہٰذا ان تمام خرافات کی سدباب ہونی چاہئے کہ یہ غیر شرعی اور اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہیں۔

محرم الحرام میں ناجائز وحرام کام

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری قدس سرہٗ فرماتے ہیں: علم، تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کو جانا، عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا، یہ سب باتیں حرام وگناہ وناجائز ومنع ہیں (فتاویٰ رضویہ: ج ۲۴، ص ۴۹۹، رضا فاونڈیشن لاہور)

نیز فرماتے ہیں: حضرتِ امام حسین کے نام پر بچوں کو فقیر بنانا اس کے گلے میں جھولی ڈال کر گھر گھر اس سے بھیک منگوانا ناجائز وحرام ہے۔ یونہیں فقیر بن کر بلاضرورت ومجبوری بھیک مانگنا اور ایسوں کو بھیک دینا دونوں حرام ہیں (فتاوٰی رضویہ: ج ۲۴ ص ۴۹۴، ۴۹۵)

محرم الحرام میں جائز کام

حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: بال بچّوں کے لئے دسویں (۱۰) محرم کو خوب اچّھے اچّھے کھانے پکائے تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ سال بھر تک گھر میں برکت رہے گی، بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہیدِ کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بہت مُجَرَّب (آزمایا ہوا) ہے، اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ بیماریوں سے اَمن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔ (اسلامی زندگی، ص ۱۳۱، ۱۳۲)

غلط فہمی کا ازالہ

(۱) محرم الحرام کے ابتدائی ۱۰ ر دنوں میں روٹی نہ پکانا، گھر میں جھاڑو نہ دینا، پرانے کپڑے نہ اتارنا (یعنی صاف ستھرے کپڑے نہ پہننا) سوائے امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے کسی اور کی فاتحہ نہ دینا اور مہندی نکالنا، یہ تمام باتیں جہالت پر مبنی ہیں اس سے مسلمانوں کو بچنا چاہئے (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۴، ص ۴۸۹)

(۲) **عاشورہ کا میلہ:** عاشورہ کا میلہ لغو ولہو وممنوع ہے۔ یون ہی تعزیوں کا دفن جس طور پر ہوتا ہے، نیت باطلہ پر مبنی اور تعظیم بدعت ہے اور تعزیہ پر جہل وحمق وبے معنیٰ ہے (فتاویٰ رضویہ: ج ۲۴، ص ۵۰۲)

(۳) محرم الحرام میں سبز اور سیاہ کپڑے پہننا علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً کالے کپڑے کا شعار شیعوں کا ہے۔ (فتاوٰی رضویہ: ج ۲۴، ص ۵۰۴)

اور حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایام محرم میں یعنی پہلی محرم سے بارہویں محرم تک تین قسم کے رنگ نہ پہنے جائیں سیاہ کہ یہ رافضیوں کا طریقہ ہے سبز کہ یہ تعزیہ داروں کا طریقہ ہے اور سرخ کہ یہ خارجیوں کا طریقہ ہے کہ وہ معاذ اللہ اظہار مسرت کے لیے سرخ پہنتے ہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۴۱۶، دعوتِ اسلامی)

(۴) یزید کو "رحمۃ اللہ علیہ" کہنا ناصبی ہونے کی علامت ہے: سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ القوی فرماتے ہیں کہ یزید بے شک پلید تھا۔ اسے پلید کہنا اور لکھنا جائز ہے اور اسے "رحمۃ اللہ علیہ" نہ کہے گا مگر ناصبی کہ اہلبیت رسالت کا دشمن ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ج ۱۴، ص ۶۰۴)

ضروری اپیل: حضرت امام حسین اور شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کی یاد میں سبیل قائم کر کے لوگوں کو پانی پلا کر ایصال ثواب کیا جائے، لوگوں کو کھانا کھلایا جائے' نذر ونیاز کا اہتمام کیا جائے کہ یہ بزرگان دین کا طریقہ بھی ہے، نیز شہدائے کربلا کی سیرت پر کتابیں شائع کر کے ان کو مفت تقسیم کیا جائے۔ ان کے ذکر کی محفلیں منعقد کی جائیں اسی طرح اُن کے ایصال ثواب کے لئے نو اور دس محرم الحرام دو دن کا تربیتی اعتکاف کیا جائے جو کہ نو محرم الحرام کی نماز فجر سے لے کر دس محرم الحرام کی عشاء تک ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، بالخصوص محرم الحرام کے حوالے سے جن فرسودہ رسومات کو بیان کیا گیا ان سے کوسوں دور رکھے اور شہیدان کربلا کے فیوض وبرکات سے ہمیں مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ الشفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم..

اللہ

فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: جس نے ان دونوں (حضرتِ امامِ حسن وامامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبّت کی اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

(المستدرک للحاکم، حدیث: ۴۸۳)

ایک سال تک کی زندگی کا بیمہ

یہ دعا بہت مجرب ہے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورۂ محرم کو طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک اس دعا کو پڑھ لے یا کسی سے پڑھوا کر سن لے تو انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً سال بھر تک اس کی زندگی کا بیمہ ہوجائے گا۔ ہرگز موت نہ آئے گی اور اگر موت آنی ہے تو عجیب اتفاق ہے کہ پڑھنے کی توفیق نہ ہوگی۔

يَاقَابِلَ تَوْبَةِ اٰدَمَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَافَارِجَ كَرْبِ ذِي النُّوْنِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَاجَامِعَ شَمْلِ يَعْقُوْبَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَاسَامِعَ دَعْوَةِ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَامُغِيْثَ اِبْرَاهِيْمَ مِنَ النَّارِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَارَافِعَ اِدْرِيْسَ اِلَى السَّمَآءِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَامُجِيْبَ دَعْوَةِ صَالِحٍ فِي النَّاقَةِ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ، يَانَاصِرَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّصَلِّ عَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاقْضِ حَاجَتِنَا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَطِلْ عُمْرَنَا فِيْ طَاعَتِكَ وَمُحَبَّتِكَ وَرِضَاكَ وَاَحْيِنَا حَيَاةً طَيِّبَةً وَّتَوَفَّنَا عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ بِسِرِّ الْحَسَنِ وَاَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَجَدِّهٖ وَبَنِيْهِ فَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ ط

(پھر سات ۷ بار پڑھے) سُبْحَانَ اللّٰهِ مِلْءَ الْمِيْزَانِ وَمُنْتَهَى الْعِلْمِ وَ مَبْلَغَ الرِّضٰى وَزِنَةَ الْعَرْشِ لَامَلْجَاَ وَلَامَنْجَاءَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا اِلَيْهِ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ الشَّفْعِ وَالْوِتْرِ وَعَدَدَ كَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ كُلِّهَا نَسْئَلُكَ السَّلَامَةَ بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط وَهُوَ حَسْبُنَا وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ط نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ط وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ط وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ عَدَدَ ذَرَّاتِ الْوُجُوْدِ وَعَدَدَ مَعْلُوْمَاتِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ط

بقیہ: مرد حق آگاہ علامہ سید شاہ تراب الحق قادری۔۔۔۔

کئی میادین کو اپنی خدمات سے سیراب کیا۔ داعیانہ فہم وفراست کے ساتھ اشاعتِ اسلام کی، مسندِ تدریس سے طلبہ میں علم وعرفان کے جوہر تقسیم کیے، تزکیہ وسلوک کے مسافروں کو منزلِ مقصود تک پہنچایا، قادریت کے جام لُٹائے، رضویت کے روحانی دھارے سے پیاسوں کو سیراب کیا، اُمورِ شرع میں رہبری کی، طریقت کی وادیوں کو سیراب کیا، بے شرع صوفیا کی شناعت سے باخبر کیا، بدعات ومنکرات سے خلقِ کثیر کو بچایا۔ بیک وقت کئی خوبیوں کے مالک تھے، کئی چشموں سے سیراب تھے، کئی بزرگوں کے فیض یافتہ تھے، کئی نسبتوں کے حامل تھے۔ اللہ کریم ان کی تربت پر رحمت وانوار کی موسلا دھار برکھا برسائے اور ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا جذبۂ جنوں خیز اور عزم تازہ عطا کرے۔ آمین۔

☆☆☆